سوال

اہل کتاب کی عورتوں سے شادی کرنا

جواب

الحمد للہ

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ماریہ قبطیہ سے شادی نہیں کی بلکہ وہ تو آپ کی باندی اور لونڈی تھی، جو صلح حدیبیہ کے بعد مصر کے بادشاہ مقوقس نے تحفہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دی

اور لونڈی سے استمتاع اور مباشرت کرنا جائز ہے چاہے وہ مسلمان نہ بھی ہو کیونکہ وہ ملک یمین یعنی لونڈی ہوتی ہے اور اللہ تعالی نے لونڈی مباح کی ہے اور اس کے لیے مسلمان ہونے کی بھی شرط نہیں رکھی

اللہ سبحانہ وتعالی کا فرمان ہے :

اور وہ لوگ جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں، بجز اپنی بیویوں کے یا لونڈیوں کے تو وہ قابل ملامت نہیں المومنون (5-6).

رہا مسئلہ نصرانی وعیسائی یا یہودی عورت سے شادی کرنا تو یہ بھی نص قرآنی سے جائز ہے، جیسا کہ سورۃ المآئدۃ میں اللہ رب العزت کا فرمان ہے :

آج کے دن تمہارے لیے پاکیزہ اشیاء حلال کردی گئی ہیں، اور اہل کتاب کا کھانا تمہارے لیے حلال ہے، اور تمہارا کھانا ان کے لیے حلال ہے، اور پاکباز مومن عورتیں اور ان لوگوں کی پاکباز عورتیں جنہیں تم سے قبل کتاب دی گئی ہے جب تم انہیں ان کے مہر ادا کردو، اور وہ پاکدامنی اختیار کرنے والی ہوں، نہ کہ خفیہ دوست بنانے والیں اور فحاشی نہ کرنے والی المآئدۃ (5).

ابن قیم رحمہ اللہ کہتے ہیں :

" نص قرآنی کی بنا پر کتابی عورت سے نکاح کرنا جائز ہے اللہ سبحانہ وتعالی کا فرمان ہے :

اور پاکباز مومن عورتیں، اور ان لوگوں کی پاکباز عورتیں جنہیں تم سے قبل کتاب دی گئی ہے .

یہاں محصنات سے مراد پاکدامن عورتیں ہیں، اور محصنات المحرمات جن کا ذکر سورۃ النساء میں ہوا ہے ان سے مراد شادی شدہ عورتیں ہیں، اور ایک قول یہ بھی ہے کہ : جو محصنات مباح ہیں وہ آزاد عورتیں ہیں، اسی لیے اہل کتاب کی لونڈی حلال نہیں، لیکن پہلا کئی ایک وجوہات کی بنا پر پہلا قول صحیح ہے، پھر اس کے بعد ابن قیم رحمہ اللہ نے ان وجوہات کو بھی ذکر کیا ہے

مقصد یہ کہ اللہ سبحانہ وتعالی نے ہمارے لیے اہل کتاب کی پاکدامن اور عفت وعصمت کی مالک عورتیں مباح کی ہیں، اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام نے اس پر عمل بھی کیا، چنانچہ عثمان رضی اللہ تعالی عنہ نے نصرانی عورت سے شادی کی، اور طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ تعالی عنہ نے بھی ایک عیسائی عورت سے شادی کی، اور حذیفہ رضی اللہ

تعالی عنہ نے ایک یہودی عورت سے شادی کی تھی

عبداللہ بن احمد کہتے ہیں :

"میں نے اپنے باپ سے دریافت کیا کہ : کیا مسلمان شخص کسی عیسائی یا یہودی عورت سے شادی کر سکتا ہے ؟

انہوں نے جواب دیا :

میں تو یہ پسند نہیں کرتا، لیکن اگر کوئی ایسا کرتا ہے تو بعض صحابہ کرام نے بھی اس پر عمل کیا ہے

دیکھیں : احکام اھل الذمۃ (2/794-795).

اگر ہم اس کے جواز کا کہیں تو بلاشک وشبہ یہ واضح نص قرآنی کی بنا پر ہے، لیکن ہماری رائے یہ ہے کہ کئی ایک امور کی بنا پر مسلمان شخص کو اس وقت اہل کتاب کی عورت سے شادی نہیں کرنی چاہیے :

پہلی وجہ :

اہل کتاب کی عورت سے شادی کرنے کی شرط ہے کہ وہ عورت عفت و عصمت کی مالکہ اور پاکدامن ہو، لیکن اس وقت اس معاشرے اہل کتاب کی عورتیں عفت و عصمت کی مالکہ بہت ہی کم ہونگی

دوسری :

اہل کتاب کی عورت سے شادی کی شروط میں شامل ہے کہ ولایت و فوقیت مسلمان شخص کو حاصل ہو، لیکن اس دور میں جو حاصل ہے وہ یہی کہ جو شخص کافر ممالک میں جا کر اہل کتاب کی عورت سے شادی کرتا ہے تو وہ اسے اس عورت سے اپنے قوانین کے مطابق شادی کرنے کی اجازت دیتے ہیں، اور وہ اس مسلمان شخص پر اپنا قانون لاگو کرتے ہیں جس میں ظلم و ستم اور بہت کچھ خلاف شریعت پایا جاتا ہے

اور پھر وہ مسلمان مرد کی ولایت کا بھی اعتراف نہیں کرتے کہ وہ اپنی بیوی اور بچوں کا ذمہ دار اور ان پر حاکم ہوگا، جیسے ہی عورت ناراض ہوئی تو گھرانہ تباہ ہو جاتا ہے اور وہ عورت اپنے ملک کے قانون کی طاقت سے بچوں کو لے کر چلی جاتی ہے، اور اگر کفریہ ملک میں نہ بھی رہتی ہو بلکہ مسلمان ملک میں منتقل ہونے کے بعد بھی خاوند سے ناراضگی ہونے کی صورت میں وہ اپنے سفارت خانے کی مدد سے بچوں کو چھین لیتی ہے، مسلمان ممالک کا ان کفریہ ممالک کے سامنے کمزور ہونا اور سفارت خانے کے سامنے کچھ نہ کر سکنا کسی پر بھی مخفی نہیں ہے، انا للہ وانا الیہ راجعون

تیسری :

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں مسلمان عورتوں میں سے بھی دین کا التزام کرنے والی عورت سے شادی کرنے کی ترغیب دلائی ہے، لیکن اگر مسلمان عورت اللہ کی توحید کو ماننے کے باوجود دین اور اخلاق کی مالکہ نہ ہو تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی عورت سے شادی کی ترغیب نہیں دلائی

کیونکہ شادی صرف مباشرت وجماع واستمتاع کا نام نہیں ہے، بلکہ شادی تو اللہ سبحانہ وتعالی اور خاوند کے حقوق کی دیکھ بھال کا نام ہے، اور اسی طرح خاوند کے گھر اور اس کی عزت ومال کی حفاظت اور بچوں کی تربیت کو شادی کہا جاتا ہے، تو پھر ایک کتابی عورت بچوں کی تربیت کس طرح کر سکتی ہے کہ وہ اللہ کی اطاعت کریں جبکہ وہ خود اللہ کی اطاعت

نہیں کرتی، اور جس دین کو وہ خود نہیں مانتی اس دین پر اپنے بچوں کی تربیت کیسے کریگی

اور پھر خاوند اپنے بچوں کو ایسی ماں کے سامنے چھوڑ دے گا جو اللہ کے ساتھ شرک کرتی اور اللہ تعالی کے ساتھ کفر کرتی پھرے ؟

اس لیے اگر ہم اس شادی کے جواز کے قائل بھی ہیں لیکن ہم اس کی نصیحت نہیں کرتے، اور نہ ہی اس کی ترغیب دلاتے ہیں، کیونکہ اس کا انجام اچھا نہیں، لہذا عقل و دانش رکھنے والے مسلمان شخص کو چاہیے کہ وہ دیکھے کہ اپنا نطفہ کہاں رکھ رہا ہے، اور اپنے بچوں کے دین اور ان کے مستقبل کو مد نظر رکھے، اسے اس کی شہوت اور دنیا کی چکا چوند روشنی اندھا نہ کر دے، کہ دنیا کی مصلحت کی خاطر یا ظاہری جمال و عیش کی خاطر کہ اسے وہاں کی شہریت حاصل ہو جائیگی وہ اپنی اولاد کا مستقبل اور دین تباہ کر کے بیٹھ جائے، کیونکہ یہ ظاہری دنیا اور جمال و خوبصورتی ہے، اصل خوبصورتی و جمال تو اخلاق فاضلہ کی خوبصورتی ہے

اسے معلوم ہونا چاہیے کہ اگر اس نے اس طرح کی شادی صرف اس لیے ترک کی کہ وہ اپنے دین اور اپنے بچوں کی افضلیت چاہتا ہے اور دین کو ترجیح دیتا ہو تو اللہ سبحانہ و تعالی اسے اس کا نعم البدل ضرور عطا فرمائیگا

کیونکہ جو کوئی شخص بھی اللہ کے لیے کسی چیز کو ترک کرتا ہے تو اللہ تعالی اسے اس سے بھی بہتر عطا فرماتا ہے "

جیسا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث میں ہماری راہنمائی فرمائی ہے، اور پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تو اپنی خواہش سے کلام نہیں کرتے بلکہ اللہ کی وحی سے زبان کو حرکت دیتے ہیں

اللہ سبحانہ و تعالی ہی سیدھی راہ کی ہدایت دینے والا ہے،

واللہ اعلم.